اب یہ بھی رد لکھیں گے !!!

از قلم: مفتی محمد حسان عطاری المدنی

حامدا و مصلیا

بعض لوگوں کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا یوم منانے سے بڑی تکلیف ہوئی ہے، اس کے بعد سے انہوں نے طرح طرح سے باطل اعتراضات کرنا شروع کر دیئے ہیں، بعض کو اور کچھ نہیں ملا تو انہوں نے **المدینۃ العلمیہ** کی دو سال قبل لکھی گئی کتاب **فیضان امیر معاویہ** رضی اللہ تعالی عنہ کو ہدف تنقید بنایا، اس کی احادیث کو اپنے زعم میں موضوع قرار دینے کی کوشش کی۔ ان میں سے دو احادیث جب راقم تک پہنچیں تو اس کا جواب دیا کہ یہ ہر گز موضوع نہیں ہیں۔

اب ایک صاحب کی بعض تحریرات موصول ہوئیں، جن کے دعوے تو بڑے بلند تھے، لیکن تحریر سے علمی حیثیت بالکل واضح ہے۔ ان کی تحریر اور ساتھ اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

موصوف لکھتے ہیں: دعوت اسلامی کے علماء خمسہ کی موضوعات کا مجموعہ کتاب فیضان امیر معاویہ کے رد میں لکھی جانے والی کتاب کے مقدمہ کا ایک مختصر حصہ۔

اس مقدمہ کے مختصر حصہ میں کس قدر **علمی مسکینیت** بلکہ معذرت کے ساتھ **خیانت** بھی موجود ہے! اسی سے آپ کتاب کے بقیہ حصے کا اندازہ لگا سکیں گے۔

اولا لکھتے ہیں: ائمہ اہل سنت اس پر گواہ ہیں کہ جناب معاویہ کی فضیلت میں ایک بھی صحیح روایت موجود نہیں۔

اس کے بعد موصوف نے اس پر چھ عبارتیں نقل کیں اور یہ ظاہر کیا کہ یہ چھ افراد ہیں جن سے اس طرح کی بات مروی ہے۔ حافظ ابن جوزی اور امام سیوطی رحمہما اللہ تعالی کے حوالے سے امام اسحاق بن ابراہیم الحنظلی

رحمہ اللہ تعالی کا قول، دوسرا شوکانی کے حوالے سے حافظ ابن حبان رحمہ اللہ تعالی کا قول۔ **پھر تیسرے نمبر پر لکھتے ہیں:** اب پیش خدمت ہے امام ذہبی کی کتاب سیر اعلام النبلاء سے امام اہل سنت اسحاق بن راہویہ کا فتوی۔ چوتھی عبارت علامہ محمد طاہر فتنی رحمہ اللہ تعالی کی تذکرۃ الموضوعات سے نقل کی ہے۔ پانچویں ابن تیمیہ کی اور چھٹی امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ تعالی کی عبارت نقل کی ہے۔

محترم قارئین: یہ ان کا علمی مقام ہے کہ امام اسحاق بن ابراہیم الحنظلی, جن کا قول پہلے ذکر کرچکے ہیں انہیں معلوم ہی نہیں کہ یہی امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ تعالی ہیں، دوبارہ انہی کے قول کو امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی کی کتاب سے پیش کررہے ہیں، نیز علامہ محمد طاہر فتنی رحمہ اللہ تعالی نے بھی امام اسحاق بن راھویہ کا قول نقل کیاہے اور موصوف یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ ان کا اپنا قول ہے۔

اولا تو ان کی عبارات ملاحظہ فرمالیں پھر علامہ محمد طاہر گجراتی فتنی رحمہ اللہ تعالی کی عبارت جس طرح موصوف نے خیانت کے ساتھ نقل کی ہے اس پر انہیں داد پیش کرتے ہیں۔

موصوف نے اولا حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی کی کتاب الموضوعات اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی کی کتاب اللالی المصنوعۃ کے حوالے سے لکھا: قال الحاكم سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب بن يوسف يقول سمعت أبي يقول سمعت إسحاق بن إبراهيم الحنظلي يقول لا يصح في فضل معاوية حديث

اس کا ترجمہ کرتے ہیں: حاکم نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو العباس محمد بن یعقوب بن یوسف سے سنا کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ انہوں نے اسحاق بن ابراہیم الحنظلی کو کہتے سنا کہ معاویہ کی فضیلت میں ایک صحیح روایت بھی نہیں ہے۔

اللالی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعۃ ج ۱ ص ۴۲۴ الموضوعات ج ۲ ص ۲۴

پھر موصوف نے شوکانی کے حوالے سے ابن حبان رحمہ اللہ تعالی کا ایک قول ذکر کیاہے جس پر مفصل کلام آرہا ہے۔

اس کے بعد موصوف لکھتے ہیں: اب پیش خدمت ہے امام ذہبی کی کتاب سیر اعلام النبلاء ج۳ص ۱۳۲سے امام اہل سنت اسحاق بن راہویہ کا فتوی: الأصم حدثنا أبي سمعت ابن راهويه يقول لا يصح عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في فضل معاوية شيء **ترجمہ کرتے ہیں:** ابن راہویہ کا قول ہے کہ معاویہ کی فضیلت میں رسول اللہ (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) سے ایک بھی صحیح روایت موجود نہیں۔انتہی

اب ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ الاصم سے مراد یہاں محمد بن یعقوب (جن سے امام حاکم نے یہ قول روایت کیا ہے جس کا ذکر یہ ماقبل میں کر آئے ہیں) ہیں اور یہ اپنے والد یعنی یعقوب بن یوسف سے روایت کر رہے اور وہ اسحاق بن ابراہیم حنظلی سے روایت کررہے ہیں جو امام اسحاق بن راہویہ کے نام سے مشہور ومعروف ہیں، لیکن بڑے طمطراق کے ساتھ فرماتے ہیں: اب پیش خدمت ہے۔۔۔۔اب کیا کہیں ۔۔۔چلیں آگے دیکھتے ہیں۔

اگلی عبارت انہوں نے علامہ محمد طاہر فتنی رحمہ اللہ تعالی کا عجیب انداز میں تعارف کرانے کے بعد پیش کی: وہ اپنی کتاب تذکرۃ الموضوعات ص ۱۰۰ پر لکھتے ہیں: لا يصح مرفوعا في فضل معاوية شيء **ترجمہ کرتے ہیں:** معاویہ کی فضیلت میں ایک بھی صحیح مرفوع حدیث موجود نہیں۔

یہاں موصوف نے **عجیب قطع وبرید** سے کام لیا ہے۔اس عبارت سے قبل قال کا لفظ موجود ہے جس کو انہوں نے ذکر ہی نہیں کیا! جس کا واضح مطلب تھا کہ اس کا قائل کوئی اور ہے، علامہ محمد طاہر فتنی رحمہ اللہ تعالی نہیں ہیں، وہ کون ہیں اس کے لیے اس کے بعد کی عبارت دیکھیں، علامہ فتنی رحمہ اللہ تعالی اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وأصح ما روي فيه حديث مسلم أنه كاتبه وبعده حديث العرباض "اللهم علمه الكتاب" وبعده حديث "اللهم اجعله هاديا مهديا" **یعنی:** امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت میں سب سے صحیح حدیث جو مروی ہے وہ صحیح مسلم کی ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ

وسلم کے کاتب تھے ، اور اس کے بعد وہ حدیث جو حضرت عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: اے اللہ ان کو کتاب سکھا، اور اس کے بعد یہ حدیث: اے اللہ ان کو ہادی مہدی بنا۔

اب آیئے ! دیکھتے ہیں یہ عبارت علامہ فتنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہاں سے نقل کی؟ اور اس کا قائل کون ہے؟

دراصل یہ عبارت تاریخ دمشق سے منقول ہے، اس میں کسی حدیث کے صحیح نہ ہونے والے قول کے قائل اسحاق بن ابراہیم حنظلی یعنی ابن راھویہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں ، اور آگے اصح ما روی سے حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ ہیں، لیکن موصوف قال حذف کر گئے اور نسبت علامہ فتنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف کر گئے اور دعوے ایسے ہیں جیسے۔۔۔اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں۔

اہل علم تاریخ دمشق کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: إسحاق بن إبراهيم الحنظلي يقول: لا يصح عن النبي (صلى الله تعالى عليه وآله وسلم) في فضل معاوية بن أبي سفيان شئ وأصح ما روي في فضل معاوية حديث أبي حمزة عن ابن عباس أنه كاتب النبي (صلى الله تعالى عليه وآله وسلم) فقد أخرجه مسلم في صحيحه وبعده حديث العرباض اللهم علمه الكتاب وبعده حديث ابن أبي عميرة اللهم اجعله هاديا مهديا[1]

موصوف نے لکھا تھا: ائمہ اہلسنت اس پر گواہ ہیں، ایک امام کو تین بنادیا تاکہ اپنی بات کو وزنی کر سکیں، **واہ رے بغض۔۔۔!!!**

موصوف شوکانی کی الفوائد المجموعہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: ابن حبان کا قول ہے کہ معاویہ کی فضیلت میں تمام روایات موضوع یعنی گھڑی ہوئی ہیں۔

الفوائد المجموعة ص ۱۴۷

راقم الحروف نے الفوائد المجموعة کے تین مطبوعہ نسخوں کے صفحہ ۱۴۷ کو دیکھا نیز باب

---

[1] (تاریخ دمشق ج ۵۹ ص ۱۰۶ طبع دار الفکر بیروت)

معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو مکمل پڑھ کر اس عبارت کو تلاش کیا، اسی طرح سوفٹ وئیر کی مدد سے مختلف طریقوں سے تلاش کیا، الغرض! مجھے یہ عبارت کہیں نہیں مل سکی ، پھر کسی کے ذریعے سے موصوف سے معلوم کروایا کہ انہوں نے کس نسخے سے اس عبارت کو نقل کیا ہے؟ ذرا ہمیں بھی دکھادیں! لیکن ابھی تک مجھے جواب موصول نہیں ہوا اور ظاہر یہی ہے کہ یہ عبارت فوائد مجموعہ میں موجود نہیں ہے، اور ویسے بھی یہ بات صراحتا باطل ہے۔ **اگر ہے تو ہمیں دکھادیں، اگر نہیں ہے تو توبہ کریں کہ جھوٹ بول رہے ہیں۔**

اس کے بعد موصوف نے ابن تیمیہ کی عبارت نقل کی کہ لوگوں کی ایک جماعت نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل گھڑے اور اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے احادیث بیان کر دیں، جن میں سب جھوٹی ہیں۔

اس کے جواب میں عرض ہے: ابن تیمیہ سے ہمارا تو کوئی لینا دینا نہیں، نہ ہی ہم اسے ائمہ اہل سنت سے مانتے ہیں۔ باقی رہا فضائل امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ میں احادیث کا گھڑا جانا تو یہ کون سی انوکھی بات ہے! اور اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ ہر حدیث جو سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت میں وارد ہو گی وہ موضوع، من گھڑت ہو جائے گی۔ اگر یہ اصول وضابطہ بن جائے تو پھر تو لوگوں نے مولائے کائنات حضرت سیدنا مولا علی مشکل کشا فداہ روحی وجسدی وأبي وأمي کرم اللہ تعالی وجھہ کی شان رفیع میں بھی احادیث گھڑی ہیں تو کیا وہ احادیث جو مولا علی کی شان میں وارد ہیں موضوع قرار پائیں گی؟ **یہ عجب اصول ہے!!!**

اس کے بعد موصوف لکھتے ہیں: امام اہل سنت حاکم نیشاپوری نے تو زور زبردستی کے باوجود اپنی کتاب میں معاویہ کے فضائل کے سلسلے میں ایک باب قائم کرنے سے انکار کر دیا تھا ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۴۰۹ میں لکھا ہے: وقال أبو عبد الرحمن السلمي: دخلت على الحاكم وهو مختف من الكرامية لا يستطيع يخرج منهم، فقلت له: لو خرجت حديثا في فضائل معاوية لاسترحت مما أنت فيه فقال: لا يجئ من قبلي، لا يجئ من قبلي **ترجمہ کرتے ہیں:** ابو

عبد الرحمن السلمی نے کہا: کہ میں حاکم کے پاس گیا جب وہ امیہ سے چھپ رہے تھے اور اس وجہ سے اپنے گھر سے باہر بھی نہیں نکل سکتے تھے، تو میں نے ان سے کہا اگر آپ معاویہ کی فضیلت میں حدیث بیان کر دیں تو آپ کی جان ان سے چھوٹ جائے گی، حاکم نے جواب دیا: میں ایسا نہیں کر سکتا، میں ایسا نہیں کر سکتا۔

اب یہاں ترجمے میں کس قدر غلطیاں ہیں وہ تو اہل علم پر مخفی نہیں رہیں گی، لیکن اس واقعے سے یہ بات کیسے ثابت ہو گی کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث وارد ہی نہیں؟

دوسری بات: جس طرح حاکم رحمہ اللہ تعالی خوف کے باوجود حدیث بیان نہیں کر رہے، بقول آپ کے یہ حدیث نہ ہونے کی دلیل ہے تو اہل کوفہ میں ایک دور وہ گزرا ہے کہ جب خوف کی وجہ سے ان کے سامنے ثابت حدیث امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت میں بیان کرنا مشکل ہوا کرتا تھا۔ اس کا واضح معنی یہ ہے کہ احادیث ہوتی تھیں لیکن بیان نہیں کرنے دی جاتی تھیں جیسا کہ آج ہو رہا ہے۔

حافظ مہنا رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی سے عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ والی اس حدیث کے بارے میں سوال کیا جو معاویہ بن صالح کی سند سے مروی ہے، جس میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مبارک ناشتے کی طرف بلایا اور میں نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: **اے اللہ اس کو یعنی معاویہ کو کتاب وحساب کا علم سکھا اور عذاب سے بچا۔** امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: ہاں یہ حدیث ہے اور یہ حدیث ہمیں عبد الرحمن بن مھدی نے معاویہ بن صالح کے طریق سے بیان کی ہے۔ حافظ مہنا رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: میں نے کہا: اہل کوفہ تو اس حصے: **ان (معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ) کو کتاب اور حساب کا علم سکھا،** کو ذکر نہیں کرتے، کیا وہ اس میں قطع وبرید کرتے ہیں؟ امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: عبد الرحمن بن مہدی اس حصے کو (ان کے سامنے) بیان ہی نہیں کرتے تھے، وہ اس حصے کو صرف مجھے ہی بیان کیا کرتے تھے۔ ((**یعنی معاویہ** رضی اللہ تعالی عنہ **کی یہ فضیلت اہل کوفہ کے سامنے بیان کرنا ممکن ہی نہیں تھا، اگر ان کے سامنے بیان کرتے تو فتنہ**

برپا ہو جاتا اس لیے وہ میرے سامنے ہی بیان کرتے تھے)) [2]

یہاں میں یہ بیان کرتا چلوں کہ امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ تعالی کا فرمان لا يصح في فضل معاوية حديث سے یہ حضرات یہ معنی کشید کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ موضوع ہیں، حالانکہ

اولا تو امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ تعالی کی طرف اس قول کی نسبت پر بعض علما نے کلام کیا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کی سند میں راوی یعقوب بن یوسف بن معقل ہیں، جو امام اسحاق بن راھویہ سے روایت کرتے ہیں اور یعقوب سے ان کے بیٹے ابو العباس محمد بن یعقوب روایت کرتے ہیں۔ ابو العباس محمد بن یعقوب تو ثقہ ضابط راوی ہیں لیکن ابو الفضل یعقوب بن یوسف کے بارے میں بعض معاصرین نے لکھا کہ یہ مجھول الحال ہیں، کیونکہ ان کا ترجمہ انتہائی اختصار کے ساتھ ملتا ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالی نے فقط اتنا لکھا قدم بغداد وحدث بها عن إسحاق بن راهوية ، روى عنه محمد بن مخلد۔ جبکہ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی نے تاریخ اسلام میں ان کے بعض اساتذہ اور بعض تلامذہ کا تذکرہ کیا اور اتنا لکھا: لوگوں میں سب سے بہترین خط ان کا تھا اور اجرت پر بکثرت لکھا کرتے تھے۔ اسی طرح علامہ ابن منظور نے مختصر تاریخ دمشق میں ان کے خط کے بہترین ہونے کو حاکم کے حوالے سے لکھا ہے اور حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اتنا لکھا کہ یہ اپنے بیٹے محمد بن یعقوب کی مسموعات کو محفوظ رکھا کرتے تھے۔ [3]

شاید یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ تعالی نے تطہیر الجنان میں امام اسحاق بن راھویہ کی طرف اس قول کی نسبت میں ان الفاظ کے ساتھ شک کا اظہار فرمایا ہے: بتقدير صحته [4]

لیکن تلاش کے دوران مجھے امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی کے یہ الفاظ ملے، جو ان کے بیٹے محمد بن یعقوب

---

[2] ((المنتخب من العلل للخلال للإمام ابن القدامة المقدسي صفحه ٢٣٤ رقم ١٤١ طبع دار الرأية))

[3] (تاريخ بغداد، ج ١٤ ص ٢٨٦ رقم ٧٥٨٢ طبع دار الكتب العلمية تاريخ دمشق، ج ٥٦ ص ٢٨٧ مختصر تاريخ دمشق ٢٨ صفحه ٥٣ طبع دار الفكر، تاريخ الإسلام ج ٢٠ ص ٤٩٦ طبع دار الكتاب العربي)

[4] (تطهير الجنان ص ٤٤ طبع دار الصحابة طنطا)

کے نسب کو بیان کرتے ہوئے انہوں نے لکھے ہیں: ولد المحدث الحافظ[5] یہ الفاظ یا تو معاصرین کی نظر سے گزرے نہیں یا پھر یہ ان کے نزدیک تعدیل نہیں کیونکہ یعقوب بن یوسف کے معاصرین یا قریبی ائمہ میں سے کسی سے ان کے بارے میں جرح وتعدیل مل نہیں سکی۔ واللہ تعالی اعلم

لیکن اگر اس قول کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو **اولا:** فقط یہ امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ تعالی کا قول قرار پائے گا، حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالی نے أصح ما روي کہہ کر اس کے رد کی طرف ہی اشارہ کیا ہے۔

ثانیا: اگر حدیث صحیح نہیں تو کس درجے کی صحیح نہیں؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ولک أن تقول إن کان المراد من هذه العبارة أنه لم یصح منها شيء وفق شرط البخاري فأکثر الصحابة کذلک ولم یصح شيء منها. **یعنی:** آپ کہہ سکتے ہیں: اگر اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ کوئی حدیث بخاری کی شرط پر صحیح نہیں ہے تو اکثر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کا معاملہ اسی طرح ہے، ان کے فضائل میں بھی کوئی حدیث اس شرط پر صحیح نہیں۔

وإن لم یعتبر ذلک القید فلا یضره ذلک لما یأتي أن من فضائله ما حدیثه حسن حتی عند الترمذي کما صرح به في جامعه، وستعلمه مما یأتي، والحدیث الحسن لذاته کما هنا حجة إجماعا، بل الضعیف في المناقب حجة أیضا **یعنی:** اور اگر اس شرط کا اعتبار نہ کیا جائے تو بھی یہ مضر نہیں کیونکہ آگے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل میں حدیث حسن آرہی ہے جو امام ترمذی کے نزدیک بھی حسن ہے، جیسا کہ آپ رحمہ اللہ تعالی نے خود اپنی جامع میں اس کی صراحت کی ہے اور عنقریب آپ اس کو جان بھی جان لیں گے اور حدیث حسن لذاتہ بالاجماع یہاں حجت ہے، بلکہ مناقب میں تو ضعیف بھی حجت ہے۔[6]

محترم قارئین! آپ نے بخوبی ملاحظہ فرمالیا ہوگا کہ موصوف کی علمی اوقات کیا ہے! باقی ان کی

---

5 (سیر أعلام النبلاء ج ١٥ ص ٤٥٣ رقم ٢٥٨)
6 (تطهیر الجنان ص ٤٤ طبع دار الصحابة طنطا)

تحریر میں لفظی غلطیوں کی جو بھرمار ہے وہ جدا ہے ، دو جگہ درود پاک کی جگہ صرف **ص** لکھا ہوا تھا، میں نے مکمل درود پاک لکھ دیا ہے۔ ائمہ کے نام اور کتب کے نام بگاڑ کر رکھ دیئے ہیں، لیکن اس کا ان سے کیا شکوہ کیجئے! یہ تو کچھ اور ہی پیش خدمت کر دیں گے۔۔۔۔!!! کیونکہ انہوں نے اپنی ایک پوسٹ میں لکھا کہ المدینۃ العلمیہ کی یہ کتاب پڑھ کر ششدر ہوں ، میرا خیال ہے کہ شاید اسی ششدری کیفیت میں مقدمے کا یہ حصہ انہوں لکھا ہے، اس کیفیت سے ان کو باہر آجانا چاہیے، لیکن بہر صورت غلامان اہل بیت وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین دونوں ہی کا تذکرہ محبت و تعظیم کے ساتھ کرتے رہیں گے ۔

گدائے در اہل بیت:ابو حمزہ محمد حسان عطاری المدنی